اسوہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

☆......☆......☆ مولانا محمد یونس بٹ حفظہ اللہ تعالیٰ (نائب شیخ الحدیث جامعہ سلفیہ) ☆......☆......☆

اللہ رب العزت قرآن حکیم میں ارشاد فرماتے ہیں

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ لمن کان یرجوا اللہ والیوم الاخر و ذکر اللہ کثیرا

اس کائنات میں بسنے والے ہر طبقے کے لوگوں سے خطاب ہے کہ تم سب کیلئے اللہ کے رسول ﷺ کی ذات میں بہترین نمونہ ہے۔ لیکن یہ اسوہ حسنہ یہ بہترین نمونہ ہر ایک کیلئے نہیں صرف ان لوگوں کیلئے ہے جو اپنے خالق و مالک پر مکمل یقین رکھتے ہیں۔ اور قیامت کے دن کی جواب دہی کا انہیں خوف ہے۔ اور وہ کثرت سے ذکر الٰہی کرتے ہیں۔ جس کے اندر یہ تین اوصاف پیدا ہوں گے۔ اس کیلئے رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے۔ اس کائنات میں بے شمار معلمین اخلاق پیدا ہوئے' تربیت کرنے والے افراد بھی آئے' انبیاء بھی آئے' بے شمار رسول بھی آئے اور ہر ایک نے رہنمائی کیلئے اخلاقی تعلیم و ہدایات دیں۔ لیکن کسی معلم اخلاق' کسی مربی کی زندگی کا عملی نمونہ انسانی تاریخ نے محفوظ نہیں کیا ان کی اخلاقی تاریخ کو تو محفوظ کیا' ان کی ہدایات اور تعلیمات کی تو حفاظت کی' لیکن کسی بھی مربی' کسی بھی معلم اخلاق کی عملی زندگی کو کسی بھی تاریخ نے محفوظ نہیں کیا' اگر یہ اعزاز حاصل ہوا تو صرف اسلام کو' ہماری امت کو' ہمارے دین کو' ہماری شریعت کو حاصل ہوا۔

ہماری تاریخ نے اللہ کے آخری نبی سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی زندگی کے ہر پہلو کو محفوظ کر کے انسانوں تک پہنچایا۔ تاریخ نے اللہ کے آخری نبی کی تعلیمات کو محفوظ کرنے کے ساتھ ساتھ ان کی ہدایات اور ان کی عملی زندگی کا ایک ایک گوشہ محفوظ کیا اور آج تک انسانوں کی فلاح کیلئے' لوگوں کی ہدایت کیلئے آپ کی زندگی بطور نمونہ پیش کی جاتی ہے۔ اور قیامت تک یہ اسوہ حسنہ بطور ہدایت اور رہنمائی لوگوں کے سامنے پیش کیا جاتا رہے گا۔ آپ کی زندگی کا کوئی گوشہ ایسا نہیں ہے تاریخ نے سیرت کی کتب نے اور احادیث نے اس کو محفوظ نہ کیا ہو۔ اسی بناء پر رب ذوالجلال نے انسانوں کے ہر طبقے سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تمہارے لیے رسول اکرم ﷺ کی زندگی میں نمونہ ہے۔ (سورۃ الاحزاب آیت 21)

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنہ

کوئی تاجر ہو' زمیندار ہو' حکمران ہو' سیاستدان ہو' منصب عدالت کی کرسی پر فائز ہو' کوئی باپ کی حیثیت سے ہو' ایک ہمسائے کی حیثیت سے ہو' غرض کہ انسانی زندگی کا کوئی گوشہ' انسانوں کا کوئی طبقہ ایسا نہیں ہے جس کے لیے رحمت کائنات کی زندگی میں اسوہ نہ ہو۔ گویا آپ ﷺ کی زندگی ہر لحاظ سے اپنے اندر جامعیت رکھتی

ہے۔انسانی زندگی کے ہر پہلو کو اپنے اندر جمع کیا ہوا ہے۔ ہر انسان کیلئے' ہر طبقے کیلئے آپ کی زندگی میں اسوہ موجود ہے آپ کے اسوہ حسنہ کو صحابہ کرام ﷡ نے اپنی زندگی پر نافذ کر کے اسے محفوظ کیا۔ محض اپنے اقوال سے اپنے فرامین سے نہیں بلکہ اپنی زندگی پر نافذ کر کے اسے اگلی نسلوں تک پہنچایا کہ اللہ کے رسول کی زندگی میں کس طرح کا نمونہ ہے۔اور انسانوں کو بتادیا کہ اللہ کے رسول کی زندگی کا ہر لحہ' ہر گوشہ وہ گھر کے اندر ہو یا گھر سے باہر ہو' سیاست کا میدان (کچھ فقرات یہاں محذوف ہیں) ہو' حکمرانی کا میدان ہو جہاد کا میدان' تجارت کا میدان ہو' ہر میدان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں تمہارے لیے اسوہ حسنہ ہے اور صحابہ کرام ﷡ نے آپ ﷺ کی زندگی کا ایک ایک عمل محفوظ کیا خواہ اس کا تعلق عبادات سے ہو یا معاملات سے ہو۔آپ ﷺ نے کس نماز میں جہری قرات کی' کس نماز میں کونسی سورت پڑھی' نماز کے بعد کونسے اذکار کیے کن کن اوقات میں نوافل پڑھے' کن کن ایام میں نفلی روزے رکھے' صحابہ کرام نے آپ کے ہر ہر عمل کو محفوظ کر کے آنے والی نسلوں تک پہنچادیا۔اور بتادیا کہ دین وہی ہے جسے اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے فرامین کے ساتھ' اپنے عمل کے ساتھ' اپنے اسوہ کے ساتھ ہم تک پہنچایا۔(الاحزاب آیت 21)

اس کے علاوہ کوئی دین نہیں ہے۔خوشی کا انداز ہو' غمی کا موقع ہو' رحمت کائنات ﷺ نے اپنی عملی زندگی سے ہمیں یہ بتادیا کہ خوشی کے موقع پر خوشی کا اظہار کیسے کرنا ہے۔غمی کے موقع پر غمی کا اظہار کیسے کرنا ہے۔اور دین کی تکمیل کر کے امت کو یہ بتادیا کہ دین صرف وہی ہے جو میں نے تم تک پہنچادیا۔اس کے سوا کوئی اور چیز دین کا نام اختیار نہیں کر سکتی' کسی اور چیز کو دین کا نام نہیں دیا جا سکتا۔دین وہی ہے جو اللہ کے احکامات اور اس کے کلام کی صورت میں اور میں نے اپنے اسوہ اور فرامین کی صورت میں تم تک پہنچادیا۔اس کے سوا کسی چیز کا نام دین نہیں ہے۔اگر کوئی شخص کسی چیز کو دین کا نام دے تو یہ اس کی دین میں مداخلت ہوگی' اور دین میں مداخلت کرنے والوں کو حوض کوثر سے دور کر دیا جائے گا۔ جہاں امت محمدیہ حوض کوثر سے سیراب ہوگی وہاں ایسے شخص کو جو دین میں مداخلت کرنے والا ہے اس کو حوض کوثر سے محروم کر دیا جائے گا۔

جو لوگ دین میں مداخلت کرینگے' ایسے ایسے کام دین میں داخل کریں گے جن کو نہ اللہ نے دین میں داخل کیا نہ اللہ کے رسول ﷺ نے دین میں داخل کیا اور نہ صحابہ نے اپنے عمل سے یہ بتایا کہ یہ دین کا حصہ ہے۔ انسانیت کی فلاح و کامیابی صرف اسی میں ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے فرامین کو اپنے اوپر نافذ کریں' اس لیے کہ ہماری زندگی کے ہر لمحے کیلئے' ہر گوشے کیلئے' ہر مقام کیلئے اللہ نے اور اس کے رسول ﷺ نے ہمیں بہترین تعلیمات بھی دی ہیں۔اور رسول اللہ ﷺ کی زندگی کو ہمارے لیے ایک بہترین نمونہ بھی قرار دیا ہے' ہماری زندگی کا کوئی لمحہ ایسا نہیں ہے جس میں ہمارے لیے اسوہ اور نمونہ موجود نہ ہو۔آپ ﷺ کا بچپن ہو' آپ ﷺ کی جوانی ہو اس میں آپ ﷺ کے لیے نمونہ ہے اور آپ کی زندگی ایک ایسی زندگی تھی کہ آپ ﷺ نے بطور دلیل اسے اہل مکہ کے سامنے

پیش کیا کہ اے لوگو(اس عبارت میں جھول ہے) میں کوئی نہیں بات لیکر نہیں آیا۔ تم میرا ماضی جانتے ہو' میری زندگی تمہارے سامنے ہے' تمہیں معلوم ہے کہ میں نے کیسے اپنی زندگی تمہارے سامنے گزاری ہے' میں نے تو کبھی دنیا کیلئے جھوٹ نہیں بولا' آج اللہ کیلئے جھوٹ کیسے بول سکتا ہوں' اور یہی بات قیصر روم نے جان لی تھی' جب قیصر روم کے پاس رحمت کائنات ﷺ نے اپنی دعوت پہنچائی تو روم کے بادشاہ نے دعوت اسلام پہنچنے کے بعد کہا کہ کیا مکہ کا کوئی باشندہ یہاں موجود ہے۔ تو اس وقت قریش کا ایک قافلہ سرزمین روم میں موجود تھا' جس کا لیڈر ابوسفیان تھا' قیصر روم اس قافلے کو بلاتا ہے اور ابوسفیان سے بے شمار سوال کرتا ہے' ان سوالات میں سے ایک سوال یہ بھی تھا کہ یہ شخص جو نبوت کا دعویدار ہے اس نے کبھی جھوٹ بولا ہے' ابوسفیان صاف پکار اٹھتا ہے کہ نہیں آج تک اس انسان نے ایک بھی جھوٹ نہیں بولا تو شاہ روم کہتا ہے کہ وہ شخص جو دنیاوی معاملات میں جھوٹ نہ بولتا ہو' یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ وہ اللہ کے معاملہ میں جھوٹ بولے' کہ اللہ نے مجھے نبی بنا کر وحی دیکر' پیغام دیکر بھیجا ہے' جو شخص دنیاوی معاملہ میں جھوٹ نہیں بول سکتا وہ کبھی بھی اپنے خالق کے معاملہ میں جھوٹ نہیں بول سکتا' شاہ روم کو یہ بات سمجھ آگئی کہ جو دنیا کے معاملہ میں جھوٹ نہیں بولتا وہ دین کے معاملہ میں' اللہ کے معاملہ میں کیسے جھوٹ بول سکتا ہے اور آپ کا ماضی' آپ کی جوانی اس بات پر شاہد ہے کہ وہ مکہ جس میں گناہ اور جرائم عام' شراب خانے عام تھے' جوا اور گناہ کی دعوت عام تھی' ہر قسم کی بے حیائی اور فحاشی عام تھی' رقص عام تھا' ایسے حالات میں قریش کا ایک فرد اٹھے اور ہر قسم کے شراب خانے سے جوا خانے سے' ہر قسم کی بے حیائی سے اپنی دامن کو بچالے' اس کی یہ زندگی اور پاکدامنی اس بات کی دلیل ہے کہ ایسا شخص کبھی اللہ پر جھوٹ نہیں باندھ سکتا۔

اور پھر یہی اہل مکہ اپنی زبانوں سے آپ ﷺ کو صادق اور امین کا لقب دے چکے تھے۔ کہ یہ شخص ہمارے تجربے کے مطابق صادق بھی ہے امین بھی ہے۔ ایسا امین کہ گھر سے باہر لوگ اس پر ظلم ڈھائیں۔ اس پر' ایمان لانے والے پر طرح طرح کے ظلم ڈھائیں' لیکن امانت کی حفاظت کیلئے اس کے سوا کوئی اور نظر نہ آئے اور امین ایسا کہ جب اپنے ہی شہر والوں کے مظالم سے تنگ آکر شہر چھوڑ رہا ہے تو تب بھی جذبہ انتقام سے مغلوب ہو کر ان کی امانتوں کو دباتا نہیں ہے۔ بلکہ جب رات کی تاریکی میں اپنے گھر کو چھوڑ رہا ہے تو پھر بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مکہ کی امانتیں سونپتا ہے۔ کہ اے علی میرے دشمنوں کی' میرے مخالفین کی امانتیں میرے پاس ہیں۔ تم ان کی امانتیں واپس کر کے مدینہ چلے آنا' یہ تھی امانت جس کی صداقت آپ کے دشمن بھی دیتے ہیں۔ ایمان نہیں لائے تھے۔ لیکن آپ کو صادق اور امین ضرور مانتے تھے۔ آپ نے اپنا بچپن' اپنی جوانی' اس طرح پیش کی' کہ کہا کہ تم میرے ماضی پر' میری زندگی پر ایک دھبہ بھی دیکھا دو! کہ میں نے کوئی جرم کیا ہو' بد دیانتی کی ہو' وعدہ خلافی کی ہو' جھوٹ بولا ہو' فحاشی کا ارتکاب کیا ہو' کوئی ایک دھبہ دیکھا دو' پھر تمہیں اختیار ہے تم میری دعوت کو ٹھکرا دینا' لیکن اگر میرا ماضی' میری زندگی صاف اور شفاف ہے اس پر ایک دھبہ بھی نہیں ہے۔ تو آج جب میں اپنے خالق و مالک کا

پیغام تم تک پہنچا رہا ہوں' تو کیسے جھوٹ بول سکتا ہوں اور پھر آپ نے اس پیشکش کو ٹھکرا کر یہ ثابت کر دیا کہ میں مال نہیں چاہتا۔ میں اقتدار نہیں چاہتا۔ میں صرف اور صرف انسانیت کی بھلائی چاہتا ہوں' یہ چاہتا ہوں کہ اللہ کے بندے جہنم سے بچ جائیں' میں یہ چاہتا ہوں کہ اللہ کے بندے صرف اور صرف ایک اللہ کے غلام بن جائیں۔ مجھے نہ دولت چاہیے نہ اقتدار چاہیے' اور جب قریش مکہ نے یہ پیش کش کی کہ تم اس دعوت کے نتیجے میں کیا چاہتے ہو؟ بتاؤ تمہیں کتنا مال چاہیے؟ ہم اتنی دولت آپ کے قدموں میں ڈھیر کر دیتے ہیں۔

اگر تم اقتدار چاہتے ہو' بادشاہت چاہتے ہو تو ہم سب آپ کو اپنا بادشاہ ماننے کو تیار ہیں' اگر تمہیں کوئی حسین و جمیل عورت چاہیے تو اشارہ کرو ہم وہ عورت آپ کے سامنے پیش کر دیتے ہیں۔ بتاؤ تم چاہتے کیا ہو؟ تو آپ ﷺ نے ان تمام پیشکشوں کو ٹھکرا کر یہ بتا دیا کہ میں نہ مال چاہتا ہوں نہ دولت نہ اقتدار چاہتا ہوں اور نہ دنیا کی چودھراہٹ مطلوب ہے میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ اللہ کے بندے صرف اور صرف ایک اللہ کے سامنے اپنی پیشانی کو جھکائیں انسانوں کی غلامی کو چھوڑ کر ایک اللہ کی غلامی کو اختیار کر لیں۔ میں اس کے سوا کچھ نہیں چاہتا۔

پھر اس کیلئے تکالیف برداشت کیں' مصائب اٹھائے' زخمی بھی ہوئے ہر قسم کا نقصان بھی برداشت کیا لیکن اس دین کی دعوت کو نہیں چھوڑا' ہر قسم کی پیشکش کو ٹھکرا دیا' آپ ﷺ نے اپنا وطن چھوڑنا برداشت کر لیا' اپنا خاندان چھوڑ دیا' لیکن دعوت دین کو نہیں چھوڑا' اور اپنے اسوہ سے لوگوں کو یہ بتا دیا کہ اے لوگو اس دین کو اپنے سینوں سے لگالو تم پر جتنی بھی تکلیفیں آئیں' جتنے بھی مصائب آئیں' اللہ کے دین کیلئے ہر قسم کی تکالیف برداشت کیں جا سکتی ہیں۔ لیکن دین اسلام کو نہیں چھوڑا جا سکتا' آپ ﷺ نے اپنے اسوہ سے لوگوں کو یہ تعلیم دی' اور پھر آپ ﷺ کے اسوہ میں ہر انسان' ہر طبقہ اور ہر فرد کیلئے ایک بہترین نمونہ موجود ہے۔

وہ حکمران ہو' سیاستدان ہو' کسی بھی منصب پر ہو' وہ اپنی زندگی میں کسی کو نمونہ بنانا چاہتا ہے' کوئی آئیڈیل اسے مقصود ہے تو اللہ کے رسول ﷺ کی زندگی میں اس کیلئے بہترین اسوہ اور نمونہ ہے' بہترین آئیڈیل ہے' اور رحمت کائنات ﷺ نے اپنے اسوہ کیساتھ جج حضرات کو بتا دیا۔

لو ان فاطمة بنت محمد سرقت لقطعت يدها

کہ دنیا کی عدالت کی کرسی پر بیٹھ کر انصاف کی رٹ لگانے والو میں اللہ کا رسول ﷺ ہوں' میری ہر بات شریعت ہے' میری زبان سے نکلنے والی ہر بات قانون کی حیثیت رکھتی ہے' میرے سوا اس پوری کائنات میں قیامت تک کوئی شخص نہیں آسکتا جس کی ہر بات قانون اور شریعت کا مقام رکھتی ہو' (صحیح البخاری۔ احادیث الانبیاء)

لیکن اگر میری بیٹی بھی چوری جیسا جرم کرے تو میں اپنی بیٹی کا ہاتھ بھی کاٹ دونگا۔ اس طرح اسوہ پیش کر دیا جج حضرات کیلئے کہ قانون قانون ہوتا ہے۔ کسی شخص کی زبان' قانون نہیں بن سکتی' اگر تم اللہ کے دیئے ہوئے ضابطے اور رسول اللہ ﷺ کے دیئے ہوئے طریقے کو چھوڑ کر ایک فرد کی زبان کو قانون کا درجہ دیکر عدل و انصاف کی

دھجیاں بکھیرو گے تو پھر تمہارا انجام جہنم کے سوا کچھ نہ ہوگا۔ جو شخص بھی قانون کی کرسی پر بیٹھتا ہے اس پر فرض ہے کہ وہ اللہ کے قانون وفرامین اور اس کے رسول کے اسوہ کو سامنے رکھے اور لوگوں تک انصاف پہنچائے۔

رحمت کائنات نے اپنے اسوہ سے بتا دیا کہ عدل وانصاف کیا ہوتا ہے۔ عدل کی زد میں اگر بیٹی یا خاندان کا فرد آتا ہے۔ تو کوئی پروانہیں' عدل کو قائم کرنا ہر مسلمان کا فریضہ ہے۔ اور آپ ﷺ نے ایک تاجر ہونے کی حیثیت سے ایسا اسوہ پیش کیا کہ لوگ رشک کرتے اور خواہش کرتے تھے کہ میرے مال سے یہ تاجر تجارت کرے جو امین بھی ہے صادق بھی ہے۔ اور اس کی امانت وصداقت کیوجہ سے کوئی بھی اس کے ساتھ سودا کرنے سے نہیں گھبراتا تھا بلکہ خوش ہوتا تھا کہ ایسے صادق وامین کے ساتھ میں تجارت اور لین دین کروں' پھر رحمت کائنات عملی زندگی میں تاجر بنے تو ساتھ ہی یہ بتا دیا کہ

التاجر الصدوق الامین مع النبین والصدیقین والصالحین

کہ وہ تاجر جو امانتدار ہے' تجارت میں سچ بولنے والا ہے' تجارت میں صداقت سے کام لینے والا ہے' قیامت کے دن یہ انبیاء کیساتھ صدیقین کیساتھ اور صالحین کے ساتھ ہوگا' ایک تاجر کیلئے اپنی زندگی کا اسوہ پیش کیا۔ ہدایات بھی دیں اور تعلیمات بھی دیں کہ تم نے اس انداز میں تجارت کرنی ہے۔ ایک فاتح کی حیثیت سے اپنی امت کو بتا دیا کہ ایک مسلمان فاتح کس طرح کا ہوتا ہے' یہ نہیں کہ جذبہ انتقام میں ظلم ڈھائے خون بہائے' خون ریزی کرے' نہیں بلکہ ایک مسلمان فاتح کی حیثیت سے اس کا فرض ہے کہ وہ اعلان کردے' کہ **لاتثریب علیکم الیوم**

جامع الترمذی۔ ابواب البیوع

تم نے ظلم کیا' تم نے ہمارے ساتھیوں کا خون بہایا' ان کو ظلم کی چکی میں پیسا انہیں تپتی ریت پر لیٹایا شدید گرمی میں سلگتے سورج کی دھوپ میں کھڑا کیا' تم نے جلتے ہوئے انگاروں پر انکو لٹایا' ہمیں سب کچھ یاد ہے لیکن ایک مسلمان ہونے کے ناطے یہ اعلان ہے کہ **لاتثریب علیکم الیوم** لیکن جو اپنے مخالف کو میدان سے باہر کرنے کے لیے ہر قسم کی کوشش کرتا ہے۔ آئین ودستور میں ردوبدل کرتا ہے۔ ایسے ضابطے بناتا ہے کہ اس کے مخالفین میدان سے باہر ہو جائیں وہ ایک اچھا حکمران تو کجا ایک اچھا انسان بھی نہیں ہے۔ اس لیے اگر کوئی فاتح ہے تو وہ اپنے مخالف کی ہر مخالفت کو اپنے دشمن کی ہر دشمنی کو نظر انداز کرتے ہوئے **لاتثریب علیکم الیوم** کو اپنا شعار بنائے۔

اور پھر آپ ﷺ اپنے اسوہ کیساتھ اقتدار میں رہنے والوں کو یہ درس دیا کہ ایک مسلمان حکمران کس طرح حکمرانی کرتا ہے کس انداز میں زندگی بسر کرتا ہے۔ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ عیسائی تھے اور مشہور سردار حاتم طائی کے بیٹے تھے۔ مدینہ میں آتے ہیں رحمت کائنات ﷺ اور صحابہ کرام کے انداز

زندگی کو دیکھتے ہیں' پریشان ہو جاتے ہیں کہ یہ شخص بادشاہ ہے یا نبی' صحابہ کرام ﷺ کی عقیدت' ادب واحترام' اطاعت اور اتباع کے جذبات کو دیکھ کر پریشان ہو جاتے ہیں کہ آپ نبی ہیں کہ بادشاہ اسی دوران ایک عورت آتی ہے اور نبی پاک ﷺ سے بات کرنا چاہتی ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ اٹھتے ہیں اور اس کی بات سنتے ہیں۔ جو اس کا کام تھا پورا کرتے ہیں تو عدی بن حاتم بے اختیار پکار اٹھتے ہیں کہ یہ شخص بادشاہ نہیں ہے یہ اللہ کا سچا نبی ہے کہ جس میں اس قدر عاجزی اور انکساری ہے۔ تواضع ہے کہ ایک عام عورت کے ساتھ گفتگو کرتا ہے۔ اس کی بات سنتا ہے۔ اس کی شکایات دور کرتا ہے۔ یہ نبی ہے بادشاہ نہیں ہو سکتا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایک دن نبی کریم ﷺ کے پاس آتے ہیں دیکھتے ہیں کہ ہر طرف فتوحات ہو رہی تھیں اور مال غنیمت کے انبار لگے ہوئے تھے۔ غنیمت کا مال کثرت سے آ رہا ہے' سید کائنات سید ولد آدم کے کمرے کا جائزہ لیتے ہیں کہ ایک دو کلو جو پڑے ہوئے ہیں۔ ایک خشک مشکیزہ لٹکا ہوا ہے۔ کوئی چارپائی نہیں ہے نہ کوئی چٹائی ہے نہ کوئی تکیہ اور نہ کوئی بستر ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں آنسو آ جاتے ہیں' رحمت کائنات ﷺ پوچھتے ہیں کہ اے عمر رضی اللہ عنہ کیا بات ہے یہ آنسو کس بات پر ہیں۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں اے اللہ کے رسول ﷺ قیصر و کسریٰ جو دنیا کے بادشاہ ہیں وہ ہر قسم کی عیاشی کرتے ہیں۔ انہیں دنیا کا ہر قسم کا آرام و سکون اور سامان راحت مہیا ہے۔ اور آپ اللہ کے سچے نبی ہیں لیکن آپ ﷺ کی زندگی کا یہ حال ہے کہ گھر میں بستر نہیں۔ چارپائی نہیں گھر میں کھانے کا وافر سامان نہیں۔ جبکہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں' تو آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ اے عمر رضی اللہ عنہ کیا آپ ﷺ کو یہ بات پسند نہیں کہ قیصر و کسریٰ دنیا کی عیش و عشرت حاصل کر لیں۔ اور ہم ان کے مقابلے میں آخرت کی دائمی زندگی کو حاصل کر لیں۔ کیا تمہیں یہ پسند نہیں کہ ہم دنیا کی تکالیف برداشت کرتے ہوئے آخرت کی دائمی نعمتوں کو حاصل کر لیں۔

تجھے آخرت کی وہ دائمی نعمتیں پسند ہیں یا دنیا کی عارضی زندگی اور عیش و عشرت' یہ نعمتیں رب ذوالجلال دینے کے بعد جب چاہے چھین سکتا ہے لیکن وہ آخرت کی نعمتیں جو رب ذوالجلال انعام کرنے کے بعد کبھی واپس نہیں لے گا اس لیے ہم نے اس دنیا کی راحتوں پر آخرت کی راحت کو ترجیح دی ہے ہمیں آخرت پسند ہے ہم آخرت کیلئے محنت کرتے ہیں دنیا کیلئے نہیں۔ آپ ﷺ نے اپنے اسوہ کے ساتھ درس دیا کہ مسلمان حکمران ایسا نہیں ہوتا کہ اپنی راحت کیلئے اپنے سکون کیلئے غریب عوام پر بار بار ٹیکس لگائے انہیں ظلم کی چکی میں پیسے وہ اپنی اور اپنے حواریوں کی عیاشی کیلئے مال نہیں سمیٹتا' اپنے خزانے نہیں بھرتا' اس کی رعایا بھوکی رہے' ان کے بچے بھوک سے بلکتے رہیں اسے اس کی کوئی پرواہ نہیں ہو۔ ایک مسلمان حکمران ایسا نہیں ہوتا بلکہ ایک صحیح حکمران اپنے عوام کیلئے آرام و سکون مہیا کرنے کیلئے کوشش کرتا ہے' جدوجہد کرتا ہے کہ میرے عوام تکلیف میں نہ ہوں رات کی تاریکی میں شہر میں گشت لگاتا ہے' کسی گھر میں کوئی تکلیف نہ ہو' کوئی بے چین نہ ہو' کہیں ظلم نہ ہو رہا ہو' کوئی بھوکا نہ سویا ہو' ایک مسلمان

حکمران کا یہی انداز ہوتا ہے اور رحمت کائنات ﷺ نے اپنے اسوہ کے ساتھ ہر طبقے کیلئے اسوہ پیش کردیا کہ اس کائنات کا کوئی فرد وہ طبیب ہو یا سیاستدان وہ باپ ہو یا بھائی سپہ سالار ہو یا فاتح کوئی بھی ایسا طبقہ موجود نہیں کوئی بھی ایسا پہلو نہیں کہ جس کے لیے اس میں اسوہ اور رہنمائی موجود نہ ہو اور انسانیت کی کامیابی صرف اسی چیز میں ہے کہ یہ تو نوع انسانی آپ کے اسوہ کو اور آپ کے طریقے کو اختیار کرے جس طرح صحابہ کرام ﷺ نے اللہ کے رسول ﷺ کی سیرت طیبہ کو اپنی زندگیوں پر نافذ کیا ان کے اسوہ کو اختیار کیا ان کو اپنا آئیڈیل بنایا اور پھر وہ صحابہ کرام ﷺ ساری دنیا کے لئے آئیڈیل بن گئے۔ سب سے بڑی خلافت کے فرماں روا بن گئے۔ اقتدار اور حکمرانی ان کے قدموں میں آ گئی۔

اور ایک فاتح اور ایک کامیاب قوم بن کر دنیا کے سامنے نمودار ہوئے اور جب تک مسلمانوں نے اس اسوہ حسنہ کو اپنے سینوں سے لگائے رکھا۔ مسلمان ایک کامیاب قوم کے طور پر زندہ رہے۔ لیکن جوں جوں مسلمانوں نے اسوہ حسنہ سے دوری اختیار کی دین میں نئی نئی بدعات داخل کرنا شروع کردیں۔ دین میں مداخلت شروع کردی تب سے مسلمان تنزل کا شکار ہونا شروع ہو گئے اور آج مسلمان قوم کثرت کے باوجود اور بے شمار وسائل اور ذرائع کے ہوتے ہوئے بھی ذلیل ورسوا ہیں اس لئے کہ مسلمانوں نے اسوہ حسنہ کو اپنی زندگی سے نکال دیا جو اسوہ ہمارے لیے نجات کا ذریعہ تھا۔

اور اگر آج بھی مسلمان کامیابی چاہتے ہیں اپنا وقار دوبارہ قائم کرنا چاہتے ہیں۔ ذلت سے نکلنا چاہتے ہیں تو ایک ہی طریقہ ہے کہ وہ رسول کریم ﷺ کی سیرت طیبہ کو اپنالیں۔

لیکن آج اگر ذلت کے دور میں امت محمدیہ آپ ﷺ کے طریقہ واسوہ پر نہ چلی اسوہ حسنہ کو اپنے اوپر نافذ نہ کیا تو پھر کامیابی ان کے مقدر میں نہ ہو گی ایک ہی ذریعہ ہے کامیابی حاصل کرنے کا کہ خود معلوم کیجئے کہ باپ ہونے کے ناطے آپ کا اسوہ کیا تھا ایک تاجر ہونے کی حیثیت سے آپ کیسے تھے۔ زندگی کے ہر پہلو کیلئے آپ ﷺ کی زندگی میں اسوہ موجود ہے۔

اب یہ آپ کا کام ہے کہ علماء سے پوچھیئے مطالعہ کیجئے کہ یہ انداز زندگی ہم کس طرح حاصل کریں فلاں کام کیلئے اسوہ حسنہ کیا ہے۔ فلاں چیز کیلئے اسوہ حسنہ کیا ہے۔ فلاں چیز کیلئے آپ کی رہنمائی کیا ہے۔ یہ آپ کی ذمہ داری ہے۔ اگر آپ اپنی زندگی پر اس اسوہ حسنہ کو نافذ کرلیں تو پھر یقین کر لیجئے کہ کامیابی عزت فتوحات آپ کے قدموں میں ہونگی لیکن اگر آپ نے اس اسوہ حسنہ کو ٹھکرا دیا تو پھر ہر قسم کی کامیابی آپ سے دور چلی جائے گی۔

وما علینا الا البلاغ المبین

☆☆☆☆